سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خاندان کے سربراہ کی ذمہ داریاں

تربیت اولاد کا اہتمام، صدقہ جاریہ والے اعمال اور جوابدہی کے مرحلے

بچپن میں نماز کا اہتمام، والدین کی ذمہ داریاں

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. وأمر اھلک باالصلوۃ واصطبر علیھا لانسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقویٰ.

ترجمہ: حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے رزق ہم تم کو دیتے ہیں اور بہتر انجام تقویٰ (پرہیزگاری) کا ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مروا اولادکم باالصلوۃ وھم ابنا سبع سنین واضربو ھم علیھا وھم ابناء عشرسنین (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔

زمانہ لاشعور میں اولاد کی تربیت:

محترم حضرات! اولاد کے حقوق کے ذیل میں گزشتہ مواعظ میں عرض کرچکا ہوں کہ اولاد کو ایک صالح اسلامی اور باکردار گھرانے اور معاشرہ کا ایک اچھا انسان اور مثالی مسلمان بنانے کی ابتداء والدین کو کرنی ہے، بچپن ہی سے ان کی ذہنی پاکیزگی کی نشوونما وارتقاء کے مراحل میں بے پناہ احتیاط وحزم کی ضرورت ہے۔ ذرا سی بے اعتنائی سے اولاد کا مستقبل تاریک ہوکر گمراہی کی وادی میں بھٹک کر پھر اصلاح کی راہیں مسدود ہوجاتی ہیں۔ جیسے کہ اس کی زبان پر سب سے پہلے رب العزت کے مبارک نام اللہ کے ورد کا اہتمام کرنا بھی انتہائی اہم ہے۔ کان میں آذان واقامت، اللہ کی بہترین صفات، انبیاء کی عظمت سے بھرے نام رکھنے، ابتدائی کلمات زبان پر باری تعالیٰ کے یہ تمام امور پیدائش کے ساتھ ہی اسی لئے عمل پیرا اور جاری رکھنے کی تلقین ہے کہ اس غیر شعوری دور سے ہی ایمانی واسلامی تربیت کی کچھ چھاپ

اس کے ذہن پر نقش ہو جائے۔

نماز کی اہمیت:

اسلام کی عمارت جو پانچ ستون پر قائم ہے ان میں سب سے پہلے کلمہ شہادۃ ہے جس کے بارے میں گزشتہ جمعہ کو ابن عباسؓ کی روایت کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو سب سے پہلے "لا الٰہ الا اللہ" کا کلمہ سکھاؤ۔ دوسرا اہم ستون نماز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس ' شهادۃ ان لا اله الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوۃ ' وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوۃ دینا' حج کرنا' اور رمضان کے روزے رکھنا۔ دنیا کے عمارات کی بقاء اور استحکام کا دارومدار اس کے ستونوں کی مضبوطی پر ہوتا ہے' اگر ستون کمزور اور ناقص میٹریل سے بنے ہوں تو تمام بلڈنگ کے انہدام اور گرنے کا ہر وقت امکان رہتا ہے۔ اور پھر نماز تو اسلام کی عمارت کا ایسا رکن ہے۔

اولین پرسش نماز بود:

قیامت کے روز جب ہر فرد کے نامہ اعمال پیش ہو کر حقوق اللہ کا محاسبہ ہوگا تو سب سے پہلے نماز کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ رحمۃ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے:

اول مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلوۃ فان صلحت صلح سائر عمله وان فسد فسد سائر عمله (رواہ طبرانی)

ترجمہ: "سب سے پہلے قیامت کے روز (اللہ کے حقوق میں) نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نماز درست نکلی تو تمام اعمال درست ہوں گے اگر نماز (درست نہ نکلی) خراب رہی تو تمام اعمال خراب ہوں گے۔"

روز محشر کہ جان گزاد بود اولین پرسش نماز بود

قیامت کے سخت ترین روز جو کہ ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اس میں سب سے پہلے نماز کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

ترک صلوۃ گناہ کبیرہ ہے:

ایک مسلمان تب حقیقی مسلمان کہلانے کا مستحق ہے کہ وہ نماز کی پابندی کرے' اس عبادت میں مرد' عورت' مالدار' غریب' دنیاوی مراتب عالیہ پر فائز شخص اور ایک عام مسلمان خواہ دنیا کے شمال میں ہو یا جنوب میں مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ دن میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے' یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے ارشاد نبوی ﷺ کے ظاہری الفاظ کہ

"من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر" جس نے قصداً نماز ترک کر دی اس نے کفر کو اختیار کرلیا کے بموجب بلاعذر قصداً نماز نہ پڑھنے والے کو کافر قرار دیا ہے' گویا مرتد ہو کر واجب القتل ٹھہرا۔ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر تو نہیں مگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا ضرور ہے۔ ایسے شخص کو جیل میں اس وقت تک ڈالا جائے جب تک نمازی نہ ہو یا موت بھی جیل میں ایسی بے نمازی حالت میں آجائے' اسے کافر کہنے کی وجہ غالباً یہ کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ نماز کا پابند ہوتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتے۔

نماز مومن کی پہچان ہے: سیدالانبیاء کا ارشاد ہے:

الفرق بین المؤمن والکفر ترک الصلوۃ ومن ترک الصلوۃ متعمداً یفضی الی الکفر.

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مؤمن اور کافر کے درمیان فرق (حد فاضل) نماز ہے اور جس مسلمان نے (قصداً بلاعذر) نماز چھوڑ دیا وہ کفر کے قریب پہونچا۔"

گویا مؤمن کی پہچان اور کفار سے امتیاز نماز کے ذریعہ ہوتا ہے۔ شومئ قسمت کہ آج ایک اسلامی مملکت میں جہاں غلبہ اور اکثریت اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں کی ہوتی ہے شکل وصورت میں اسوہ پیغمبری ﷺ کی اتباع کرنے کی بجائے پورا حلیہ' لباس وہی اختیار کیا جارہا ہے جو غیر مسلموں کا ہوتا ہے۔ بڑے شہروں میں جہاں مسلمان کے علاوہ ہندو' عیسائی' یہودیوں وغیرہ کی آمدورفت' کاروباری مراکز وغیرہ میں اختلاط رہتا ہے' اگر کوئی نووارد مسلمان کسی بازار میں کسی غیر مسلم سے امتیاز کرنا چاہے تو ظاہر شکل وصورت اور لباس کی خراش تراش ایک جیسی ہونے کی وجہ سے فرق کرنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے البتہ ایک ہی فرق کا ذریعہ باقی رہتا ہے کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ یعنی مساجد سے جب "حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح" کی صدا گونجتی ہے تو اسلامی عقیدہ رکھنے والا اللہ کے گھر کی طرف بھاگتا ہے اور غیر مسلم کفر کی وجہ سے مساجد کا رخ نہیں کرتے۔ اب اگر اپنے آپ کو جنت کا حقدار اور دین کے احکامات پر عملداری کا نام ونہاد دعویدار مسجد سے فلاح اور صلاح کیلئے بلانے کی آواز پر کوئی توجہ ہی نہ دے تو اسی مقام پر ایک غیر مسلم اور اسی زبانی کلامی مسلمان کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے۔ انتہائی افسوس اور لمحہ فکریہ تو یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو یہود وعیسائیوں کے لباس میں ملبوس دیکھ کر کہا جائے کہ تمہیں غیر مسلموں کے شعار کو اپنانے کی بجائے اپنے نبی ﷺ کے لباس' انداز کو اپنانا چاہیے تو پشیمانی اور ندامت کی بجائے فوراً کہہ دیگا کہ دین وایمان کا لباس اور شکل وصورت سے کیا تعلق ہے۔ اپنے اسلامی تشخص کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرنے میں بھی کوئی شرم وعار محسوس نہیں ہوتی۔ انسان جب ان حدود کو پھلانگ دیتا ہے کہ غلطی کا احساس واعتراف نہ رہے تو پھر نہ اصلاح کی کوئی صورت ممکن ہوتی ہے اور نہ پھر توبہ کی توفیق۔ ظاہری حالت بھی جب ایسی ہو جائے اور پھر ستم بالائے ستم کہ جو بدنصیب نماز جسے "الصلوۃ معراج المومنین" جیسے اعلیٰ ترین صفات سے نوازا گیا ہے' کیلئے بلانے پر بھی لبیک اور عملی قدم نہ اٹھائے بھلا اس شخص کا انجام

کیا ہوگا۔

تارک صلوۃ کا انجام: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

وعن ابن عباسؓ قال ان رسول اللہ قال من ترک الصلوۃ لقی اللہ وھو علیہ غضبان (رواہ البزاز)

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز ترک کردی وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوگا۔ جس سے اللہ ناراض ہو اور اللہ کے علاوہ تمام مخلوقات راضی ہوں اللہ کے عذاب سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ جس سے تمام انس و جن ناخوش ہوں مگر مالک کون و مکان رب المشرقین والمغربین کی خوشنودی حاصل ہو اسکو دنیا کی کوئی طاقت نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں ذلت و رسوائی سے دوچار کرسکتی ہے

قرآن کی تلاوت دعا کی قبولیت:

ہاں یہاں ایک اہم بات ذکر کرنا بھول چکا ہوں کہ بچہ کی زبان پر جب اللہ کا پاک نام جاری ہو اور وہ باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے دہلیز پر قدم رکھنے کے قابل ہو تو اس کیلئے باقاعدہ ناظرہ اور پھر کلام مجید فرقان حمید کی تلاوت اور کلمات اصول وقواعد کے مطابق سیکھنے کا بندوبست کرنا والدین کی ایسی ذمہ داری ہے جس سے صرف نظر کرنا ایک مسلمان کی شان ہی نہیں۔ قرآن کے سیکھنے کا بہترین زمانہ بچپن ہے نہ زیادہ خواہشات کی حرص اور نہ ھموم وغموم کا جمع ہونا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ سرپرست جو زمانہ عدم بلوغ سے اس فرض کی ادائیگی کے طرف متوجہ ہو کر نہ صرف اولاد بلکہ اپنے لئے آخرت کا بہترین ذخیرہ تحفہ تیار کرلیں۔ یہی ذخیرہ دعوات کے قبولیت کا سبب بن کر نجات اخروی و دنیوی کا ذخیرہ بن سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ ان لقارئ القرآن دعوۃ مستجابۃ فان شاء صاحبھا عجلھا فی الدنیا وان شاء اخرھا الی الاخرۃ۔

ترجمہ: ''تحقیق قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کیلئے ایک ایسی دعا (مقدر کی گئی ہے) جو (ہر حال میں) قبول کی جاتی ہے۔ پس دعا مانگنے والا چاہے تو جلدی کرکے اس کے انعامات کو دنیا ہی میں مانگ لے اور اگر چاہے اس کو آخرت تک مؤخر کردے۔''

ایک حرف پر دس نیکیاں:

معلوم ہوا کہ ختم قرآن کے موقع پر صدق دل سے مانگی گئی دعا کا قبول ہونا تو ضروری ہے اسکا دارومدار اب دعا مانگنے والے پر ہے کہ قیامت کے آفات ومصائب سے بچنے کا طلبگار ہے اور دعا میں یہی نیت کی تو انہی مصائب مشکلات سے محفوظ رہے گا اور اگر آخرت میں جنت کے حصول کا خواہشمند ہے تو دعا جنت کی حصول کی شکل میں قبول

ہوگی قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیوں کے ملنے کی حضور نے امت کو خوشخبری فرمائی۔

عن عبداللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول (الم) حرف الف حرف ولام ' حرف و میم ' حرف (رواہ الترمذی)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود حضور ﷺ سے روایت فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کلام اللہ کا ایک حرف پڑھا' اس کیلئے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے۔ (یہ ایک نیکی) دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے ''لام'' ایک حرف ہے ''میم'' ایک حرف ہے۔

محترم حاضرین! اس رحیم وکریم ذات سے ہم اور آپ سب قربان ہوجائیں اس کے شان کریمانہ ورحیمانہ کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں کہ قرآن کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں اور صرف ''الم'' پر کم ازکم تیس اجور ملنے کا وعدہ ہے۔ اور اگر ایک برائی جس کا صرف ارادہ نہیں بلکہ عملی طور پر ارتکاب کیا جائے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ وہ بھی جو فرشتہ برائیوں کے لکھنے پر مامور کافی دیر لکھتا نہیں بلکہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ شخص اپنی غلطی کا اعتراف کرکے دل سے توبہ تائب ہوجائے تو نامہ اعمال میں لکھنے کی نوبت بھی نہیں رہتی۔ علماء وطلباء جانتے ہیں کہ حروف مقطعات میں سے ''الم'' ایسا لفظ ہے جسکے حقیقی معنی اور مفہوم کو جاننے سے انسان قاصر ہے۔ علماء ومفسرین جو مفہوم بیان کرتے ہیں' وہ احتمالات کی حد تک ہیں' ان الفاظ کا حقیقی مفہوم واللہ اعلم بمرادہ کے مطابق رب کائنات ہی کو معلوم ہے' تو جب ایسے لفظ جس کے اصلی معنی سے ایک قاری ناواقف ہے پر کم ازکم تیس درجات ملتے ہیں تو ان حروف مقطعات کے علاوہ باقی قرآن جو قاری ان کے معانی' مفہوم سے واقف ہو اس کو تلاوت وقرأۃ پر ملنے پر اجر وثواب کا احاطہ کرنا بھی مشکل ہے' اتنا تو معلوم ہوا کہ اگر بغیر معنی جانے کوئی مسلمان تلاوت قرآن کرتا رہے وہ بھی حصول ثواب سے محروم نہ ہوگا۔

ختم قرآن ساڑھے تین لاکھ نیکیاں:

بہرحال کتنا ہے خوش بخت وہ شخص جسے اللہ نے قرآن سیکھنے کی توفیق بخشی' وہ دن رات کے کسی حصہ میں اس نعمت عظمی سے مالا مال ہونے کیلئے باقاعدہ تلاوت کرکے اس عمل کو اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے' قرآن کے ختم پر اس نے قریباً ساڑھے تین لاکھ حروف کو پڑھا۔ مذکورہ حدیث کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیاں اور اجر کا مستحق ہوکر مجموعہ کروڑوں اجور کو پہونچ جاتا ہے۔ اس قاری اور تلاوت کرنے پر یہ درجات صرف اس وجہ سے مل رہے ہیں کہ اس کے والدین نے اس کو یہ اہم حق دلا کر قرآن پڑھنے والا بنا دیا۔ تو جو مرتبہ مقام اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کے یہ نیک بخت والدین بھی برابر کے شریک ہیں' جیسے ایک مسلمان گھرانے کے مسلمان بچے کو والدین کی طرف سے تعلیم قرآن کا اہتمام نہ کرنے میں والدین بھی برابر کے شریک جرم ہونگے۔ کیونکہ آباء واجداد اور بچوں کے سرپرست کو اپنی اولاد کے متعلق

حکم دیا گیا ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت' اسلامی احکامات وتعلیمات سے روشناس کرانا ان کی ذمہ داری ہے تاکہ کسی بچے کو یہ شکایت کرنے کا موقع نہ ملے کہ اضعتنی ولیداً فاصعتک شیخا. تو نے مجھے بچپن میں ضائع (میرے دینی تعلیم وتربیت کا بندوبست نہ کرکے) کیا میں نے بڑھاپے میں تجھے ضائع کردیا۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی تب ہوگی جب انہوں نے اولاد کی ابتدائی تعلیم وتربیت قرآن اوراس کے ارشادات کی روشنی میں کی ہو جب والدین اس سے غافل رہے تو بڑھاپے میں اولاد کی نافرمانی اور انکو تکلیف پہونچانے کا گلہ کرنا بے محل ہے۔

اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ: شارع علیہ السلام نے ابتدائی تعلیم وتربیت کے بارہ میں واضح ہدایت فرمائی تھی۔

عن علی کرم اللہ وجھہ أدبوا اولادکم علی ثلث خصال حب نبیکم وحب اھل بیت وقرأة القرآن الخ

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھلاؤ' اپنے نبی کی محبت اس کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی قرات۔

محترم حضرات! خطبہ کے ابتداء میں آیت مبارکہ اور حدیث طیبہ کے ضمن میں عرض ہورہا تھا کہ والدین کو جب بچے سات سال کی عمر تک پہونچ جائیں' نماز کی تعلیم وتلقین شروع کرنی چاہیے اگر دس سال کی عمر کو پہونچ کر پھر بھی نماز کی طرف راغب نہ ہوں تو معمولی مارنا بھی چاہیے' نماز جو کہ فرمودات نبوی ﷺ کے مطابق انسان کو کفر سے ملانے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے' جس شخص نے نماز کی حفاظت کی قیامت کے دن نماز اس کیلئے نور اور اسکے ایمان کی دلیل اور نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس فرد نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت نہ کی' تو نہ اس کیلئے روز قیامت نور ہوگی اور نہ ایمان پر دلیل اور ذریعہ نجات ہوگی اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے صف میں ان کیساتھ ہوگا۔ حضور ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت جو اہم وصیت اور امت کی توجہ جس لازمی اور منکرات وفحشاء سے بچانے والے عبادات جن کا تعلق صرف اور صرف اللہ کی ذات باری تعالیٰ سے ہے فرمائی وہ نماز ہی ہے۔ فرمایا الصلوة وما ملکت ایمانکم" نماز التزام سے پڑھتے رہو اور اپنے زیردست لوگوں کے حقوق کا خیال رکھ' جس آیت کریمہ یعنی وامر اھلک بالصلوة وصطبر علیھا کی تلاوت سے بھی یہی معلوم ہورہا ہے کہ اپنے متعلقین (اولاد اہل خانہ وغیرہ) کو بھی نماز کی تاکید کیا کریں اور خود بھی اس پر دوام کے ساتھ قائم رہیں۔

رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے:

والد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق برد اللہ مضجعہ اس آیت کی تفسیر کے موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ نماز کی ادائیگی کے حکم پر اگر کوئی تصور کرے کہ اوقات جب نماز کی ادئیگی میں مصروف ہوجائیں تو رزق کھانے کیلئے کیسے ملے گا' اس خالق مالک ذات نے اس غلط تصور کے ازالہ کیلئے فرمایا لانسئلک رزقا نحن نرزقک یعنی ہم تجھ

سے رزق کا سوال نہیں کرتے۔ تمہیں رزق دینے والے ہم ہیں' رزق اور اس کے عوامل واسباب تو حقیقی رازق یعنی اللہ کے دست قدرت میں ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ عبادات و مامورات پر عمل کے ساتھ ساتھ انسان کیلئے اسباب رزق کے جائز و حلال ذرائع و وسائل اختیار کرنے لازمی ہیں۔ اسلام میں کہیں بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رزق کے ملنے کی ترغیب نہیں۔ اصل مسبب الاسباب اور ہر نعمت کے ملنے کا عقیدہ یہ ہو کہ اسکے دینے والا رب العالمین ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ دنیوی امور میں انسان کے اسباب اختیار کرنے پر نتیجہ اسی پر مرتب فرماتے ہیں۔ ورنہ چرند و پرند اور حیوانات میں تو آپ کا مشاہدہ ہے کہ صبح گھروں' باڑوں' گھونسلوں سے نکل کر بغیر کسی ہل چلائے' تگ و دو کرنے کے شام کو گھر اور گھونسلوں کو اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کے کھولے اور پوٹے غذا سے بھرے رہتے ہیں۔

اسی ایک آیت سے مفسرین اور بزرگوں نے نماز کے ہزار ہا فوائد سے ایک یہ فائدہ جس کیلئے وہ در در کی خاک چھانتا ہے' یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز کی برکت سے رزق و معاش میں فراخی اللہ تعالیٰ نصیب فرماتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نماز' نماز ہو صرف جھکنا' اٹھنا' بیٹھنا نہ ہو بلکہ مکمل خشوع و خضوع۔ ظاہر و باطن رب کائنات سے ہم کلام ہو۔

ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے:

دنیا میں آنے والے تمام بچے فطرت سلیمہ کو ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ والدین یہودی' نصرانی' مجوسی' ہندو وغیرہ کیوں نہ ہوں' یہی وجہ ہے کہ کفار کے وہ بچے جو عقل و شعور میں آنے سے پہلے پہلے مرجائیں وہ کافر ماں باپ کی طرح جہنم میں نہیں جائیں گے۔ یہ تو ماں باپ ہوتے ہیں کہ اگر یہودی ہوں تو ان کو یہودیت کی راہ پر لے جا کر یہودی بنا دیتے ہیں اگر عیسائی ہیں تو عیسائی' ہندو ہیں تو ہندو۔ اب مسلمان بچے کی ایمانی تربیت کا دور یہاں سے شروع ہو جاتا ہے جب عقل و فہم کے دروازے میں داخل ہونے کی طرف مائل ہو۔ صراط مستقیم پر چلانے کے لئے ابتداء سے پہلے زبان و قلب میں خالق کائنات کے عقیدہ وحدانیت اسی کلمہ توحید کے بولنے اور سمجھنے سے راسخ ہوتا ہے' اسی اہم نقطہ کی وضاحت مرشد اعظم ﷺ اپنے ارشاد میں فرماتے ہیں:

جب اولاد' والدین کے خلاف مقدمہ درج کرے گی:

کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه (بخاری)

ترجمہ: دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی' عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اب اس کا انحصار ماں باپ پر ہے کہ اولاد کو راہ حق پر لگاتے ہیں یا گمراہی کے اندھیروں کے سپرد کر کے اپنے اور اولاد کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ یہ وہ بنیادی موڑ ہے کہ اگر یہاں سے بچہ کو اپنی فطرت پر چلانے کی کوشش نہ کی گئی جو والدین کی ذمہ داری تھی تو یہی اولاد آگے چل کر بگڑنے کی صورت میں روز قیامت اپنے سرپرستوں کے خلاف

گواہی دیں گے کہ یا اللہ ہماری پیدائش تو فطرت سلیمہ پر ہوئی مگر انہوں نے اپنے فرائض سے غافل ہو کر رحمان کی بجائے ہمیں شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ انسان کا ازلی دشمن شیطان تو انسان کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اسے اپنے مکر و فریب میں مبتلا کرنے کے لئے گمراہی کی ڈورے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ نومولود اکیلے اپنی ناسمجھی اور ناپختگی کے بل بوتے پر اس عیار دشمن کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا۔ اسے شکست دینے میں اہم کردار والدین کا ہے کہ اس کے کچے ذہن میں شیطان کے کفری کلمات و عقائد داخل ہونے سے پہلے اس کی ذہنی نشو و نما ایسے کلمات سے شروع کر دے تو اسے اپنے مالک حقیقی اور پالنے والے کا مبارک نام ''اللہ اللہ'' اور لا الہ الا اللہ سکھایا جائے۔ وحدانیت الہیٰ پر مشتمل یہ الفاظ مبارکہ جب اس کے زبان و ذہن پر ثبت ہو جائیں پھر ابلیس لعین کو اسے راہ حق سے ہٹانا آسان نہ ہوگا۔

چھوٹی عمر میں اولاد کو نماز کی عادت ڈلوانے کی حکمتیں:

آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ کا سات سال عمر میں بچہ کو نماز کا حکم دینا اور دس سال کی عمر میں نہ پڑھنے پر سزا دینے کے فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمر وہ ہے جس میں انسان پر نماز فرض نہیں مگر جب اسی عمر سے اس عبادت کو والدین کے خوف سے ادا کرتا ہے، ابھی اس حد کو نہیں پہونچا کہ خوف خدا کی وجہ سے ادائیگی کرے، اس وقت جو نماز پڑھ رہا ہے وہ نہ اس کا مکلف ہے اور نہ حقیقی نماز کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ یہ مراحل زندگی کے اس عمر میں ہم سب پر گزرے ہیں کہ کئی دفعہ والدین کے خوف سے بچہ بلا وضوء نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے، اور نماز ہی کی حالت میں آنکھ کے کونوں سے ماں باپ کو دیکھتا ہے کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہ دیکھے تو شروع کی ہوئی نماز کو ادھوری چھوڑ کر اور کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد کا خلاصہ اس عمر ہی سے بچے کو اس اہم عبادت کا عادی بنانا ہے۔ حضور ﷺ کے سنن اور زیادہ تر نوافل کو گھر میں پڑھنے کے ہزاروں فوائد و حکمت ہیں۔ مگر میرے خیال میں ایک ضروری اہم نکتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھر کے نابالغ اولاد بھی اپنے بالغ والدین کو دیکھ دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق کہ اسکی فطرت میں نقالی ہوتی ہے۔ بار بار حالت نماز میں دیکھ کر وہ بھی والدین کے پاس آ کر اسکی نماز کی نقالی شروع کر دیتے ہیں اور حضرت امام غزالیؒ کے بقول ہر کام پہلے ریا پھر عادت اور آخر کا عبادت سمجھ کر یہ بچہ بلوغ تک اس کا عادی، پکا نمازی اور پابندی کرنے والا بن جاتا ہے۔ بزرگوں نے اسی وجہ سے تلقین فرمائی کہ بچہ جب انتہائی کمسنی کے دور میں نہ ہو کیونکہ یہ عمر مساجد میں اور لوگوں کی عبادت میں خلل کا باعث بنتا ہے، معمولی شعور و ادراک حاصل ہو تو بڑوں کو اپنے چھوٹے کبھی کبھی نمازوں کے اوقات میں مساجد میں بھی اپنے ساتھ لے جانے چاہئیں تا کہ اپنے بڑوں کو اس عبادت کی حالت میں دیکھ کر وہ بھی ان کے اس عمل کی نقالی شروع کر کے نماز کی اہمیت، طور طریقے انکے اذہان میں بیٹھ جائیں۔ رب کائنات ہمیں، ہماری اولاد اور تمام مسلم معاشرہ کو نماز پر قائم و دائم رہنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ امین